احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ 23 نومبر 2002ء

روزنامہ ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 61

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

ہفتہ 23 نومبر 2002ء، 17 رمضان 1423 ہجری- 23 نبوت 1381 ہش جلد 52-87 نمبر 268

روزہ کی جزا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزوں کے کیونکہ وہ میرے لئے ہیں اور میں ہی ان کی جزا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم حدیث نمبر 1771)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

خداتعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ ایک عبادات مالی' دوسرے عبادات بدنی- عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کرسکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔ (کسی نے) یہ ٹھیک کہا ہے کہ پیری وصد عیب- اور جو کچھ انسان جوانی میں کرلیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صد ہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

(ملفوظات جلد دوم ص 562)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارہ میں تازہ رپورٹ

محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تحریر کرتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارہ میں 21 نومبر 2002ء کی اطلاع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی صحت آہستہ آہستہ بہتر ہو رہی ہے۔ جملہ امراض بھی کنٹرول میں ہیں۔ الحمدللہ۔ فزیوتھراپی اور ادویات کے ذریعہ سے علاج جاری ہے۔

آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور ایدہ اللہ نیچے اپنے دفتر میں تشریف لائے۔ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ان پر ہدایات فرمائیں۔ اور چند دفتری اور ذاتی ملاقاتیں بھی فرمائیں۔

احباب جماعت حضور انور کی کامل شفاء کیلئے ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں پر بہت زور دیں۔ مولا کریم اپنے فضل سے جلد حضور ایدہ اللہ کو مکمل صحت عطا فرمائے اور حضور انور کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

رمضان المبارک میں نیکیاں کمانے کا ذریعہ

رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں ہر شخص عام معمول سے بڑھ کر عبادت و ریاضت اور نیکیاں کمانے کی کوشش کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ہمیں نیکیاں کمانے کا ایک ذریعہ بتاتے ہوئے فرمایا:-

''خداتعالیٰ کی رحمت کے بہت سے دروازوں میں سے ایک رحمت کا دروازہ جو ہم پر کھولا گیا ہے وہ وقف جدید کا دروازہ ہے اس نظام کے ذریعہ حضرت مصلح موعود نے ہمارے لئے نیکیاں کرنے اور رحمتیں کمانے کا سامان پیدا کردیا ہے۔''

(الفضل مورخہ 4 جنوری 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے اس ارشاد کی روشنی میں احباب جماعت کو تحریک وقف جدید میں دل کھول کر حصہ ڈال کر نیکیاں اور رحمتیں کمانے کی درخواست ہے۔ وقف جدید کا مالی سال ختم ہونے میں اب صرف چند ہفتے باقی رہ گئے ہیں۔ مورخہ 31 دسمبر کو وقف جدید کا رواں مالی سال ختم ہو جائیگا۔ لہٰذا احباب جماعت جلد از جلد اپنے وعدہ جات کی ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ناظم وقف جدید)

مبارک تحریک

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں ایسے احباب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی ماہوار مقرر کرنا چاہیں اس کی اطلاع دفتر کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ کو دے کر اپنی رقوم ''امانت کفالت یکصد یتامیٰ'' صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام کی وساطت سے جمع کروانا شروع کردیں۔ ایک یتیم بچے کی کفالت کا اندازہ خرچ 500 روپے سے 1500 روپے ماہوار ہے۔ اس وقت بفضل تعالیٰ 1400 بچے یتامیٰ کمیٹی کی زیر کفالت ہیں۔

(سیکرٹری کمیٹی یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

تاریخ احمدیت

منزل بہ منزل

مرتبہ ابن رشید

دین اور انسانیت کی خدمت کا سفر

1948ء ⑥

نومبر شمالی بورنیو میں ایک جگہ چودہ افراد نے احمدیت قبول کر کے نئی جماعت کی بنیاد ڈالی اور مشن کے لئے عمارت بھی خرید لی گئی۔

7 دسمبر مکرم منظور احمد صاحب اوجلوی کو کشمیر میں شہید کر دیا گیا۔

7 دسمبر ربوہ میں پہلی عارضی عمارت کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اس کی بنیاد رکھی۔ یہ عمارت 7 کمروں پر مشتمل تھی اور بعد میں دفتری گودام کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔

8 دسمبر • حضرت قاضی عزیز الدین صاحب فیض اللہ چک رفیق حضرت مسیح موعود کی وفات۔

12 دسمبر حضور نے لاہور میں مینارڈ ہال لاء کالج میں ''موجودہ حالات میں عالم اسلام کی حیثیت اور اس کا مستقبل'' کے موضوع پر لیکچر دیا جس کا اہتمام احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن نے کیا تھا۔ صدارت جسٹس ایس اے رحمٰن نے کی۔

21 دسمبر مکرم عبد الرزاق صاحب کو کشمیر میں شہید کر دیا گیا۔

26,25 دسمبر جماعت احمدیہ لاہور کا سالانہ جلسہ جو حضور کی شرکت کی وجہ سے مرکزی جلسہ بن گیا۔ حضور نے دو خطاب فرمائے۔ 25 دسمبر کو مفتی اعظم فلسطین کے ذاتی نمائندے الشیخ عبد اللہ غوشیہ اور السید سلیم الحسنی اور افغانستان میں فلسطینی سفیر السید عبد الحمید ہک بھی تشریف لائے۔ الشیخ عبد اللہ غوشیہ نے عربی میں تقریر بھی کی۔

26 تا 28 دسمبر جلسہ سالانہ قادیان۔ حضور، حضرت اماں جان اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے پیغامات بھجوائے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے مشہور نظم لکھی۔

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیار مہدی آخر زماں میں رہتے ہو

27 دسمبر کو پاکستان سے دو موٹر کاروں پر مشتمل ایک قافلہ قادیان پہنچا جو اسی دن واپس آ گیا۔ جلسہ کی کل حاضری 1400 تھی۔

دسمبر لابوان (شمالی بورنیو) کی جماعت کے اسی فیصد افراد نظام وصیت میں شامل ہو چکے تھے۔

دسمبر قادیان میں آنے والے زائرین کی خدمت کے لئے دفتر زائرین قائم کیا گیا۔

متفرق

— شمالی بورنیو میں جماعت کے شدید معاند مانڈ ولیعقوب صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے یہ اپنے علاقہ میں پہلے احمدی تھے۔ جلد ہی اور افراد بھی جماعت میں شامل ہو گئے۔

— اس سال کے آخر میں بھارت سرکار نے فیصلہ کیا کہ قادیان ریفیوجی ٹاؤن ہے اور قادیان کی اراضی اور دوسری جائیدادیں غیروں کو الاٹ کر دی گئیں 1954ء میں حکومت نے اس فیصلہ کو منسوخ کیا۔

— مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی سرگودھا میں وفات۔

— کشمیر میں محمد اسلم مانگٹ، برکت علی اور اللہ رکھا صاحبان کو شہید کر دیا گیا۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر

نمبر 232

نجات خدا کے فضل سے ہے

احمدیہ مشن امریکہ کے بانی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی درج ذیل روایت البدر 8 جنوری 1905ء صفحہ 5 میں اشاعت پذیر ہوئی فرمایا:-

''ایک بار میاں کرم داد صاحب احمدی کو حضرت مسیح موعود نے ماہ رمضان میں حکم دیا کہ مفتی صاحب کے ہمراہ بٹالہ تک جاویں اور تاکید کی کہ روزہ نہ رکھنا کرم داد نے خواہش ظاہر کی کہ روزہ رکھ لیا جاوے بعد کو تکلیف ہوتی ہے فرمایا نجات خدا کے فضل سے ہے عمل سے نہیں ہے''

ماہ رمضان کا استقبال اور دعا

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے قلم مبارک سے

''یہ مہینہ گویا (دین حق) کی سالگرہ کا مہینہ ہے .... یہ مہینہ مومنوں کے لئے خاص عبادت کا مہینہ ہے گویا ساری (دینی) دنیا اس مہینہ کو عملاً عبادت میں گزارتی ہے اور مومنوں کی طرف سے اس مہینہ میں نماز اور روزہ اور تلاوت قرآن اور صدقہ وخیرات اور ذکر وغیرہ کے پاکیزہ اعمال اس کثرت اور تنوع کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھتے ہیں کہ اگر وہ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ کئے گئے ہوں تو یقیناً خدا کی خاص الخاص رحمت اور خاص الخاص فضل کو کھینچنے کا موجب ہوتے ہیں پھر اگر ایسے موقع پر دعا زیادہ مقبول نہ ہو تو کب ہو'' .... ''اے ہمارے آسمانی آقا ہم تیرے بہت ہی کمزور اور نالائق بندے ہیں ..... تو اس رمضان کو اور اس کے بعد آنے والے رمضانوں کو ہمارے لئے اور ہمارے عزیزوں اور دوستوں کے لئے اور ہماری ان نسلوں کے لئے جو آگے آنے والی ہوں مبارک کر دے''۔

(الفضل 12 اکتوبر 1941ء صفحہ 5)

رمضان کے لیل ونہار کا عارفانہ نظام عمل

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی ایک خاص نوٹ بک سے اقتباس جو حضرت مولوی عبد اللہ صاحب (بوتالوی) نے چوہدری عبد الرحمٰن صاحب شاکر کے تعاون سے اپنی (غیر مطبوعہ) یادداشتوں میں ریکارڈ کر لیا:۔

رمضان کی شب

(الف) بار بار تہجد پڑھے تاکہ بار بار عرض کرنے کا موقع ملے۔

(ب) اور ایسے اضطراب سے کہ اب تو آخری فیصلہ ہے اس کے پرے حاکم نہیں۔

(ج) پورے ابال اور جوش سے

(د) خلوت یا حضور (پڑھا نہیں گیا ناقل)

رمضان کے دن میں

(الف) سب، شتم، غیبت، لغو، بدنظری اور کثرت کلام سے بچے

(ب) تواصوا بالحق یاد رہے

(ج) منزل قرآن اور مجاہدہ فقہاء کے لحاظ سے

(د) جوئندہ یابندہ، دعا، توبہ نصوح کرے۔

3۔ اھدنا پر اتنا زور دیوے کہ رقت پیدا ہو جاوے

4۔ اللہ تعالیٰ مالک کل ہے اور قرآن مجید اس کی کتاب۔ اس عالم میں وسائط کے بنا کچھ نہیں ہوتا ہے۔ توجہ، سعی، استقامت ضرور ہوں عقد ہمت جس کو توجہ کہتے ہیں اور نظر اول ہوتے ہیں اور اس پر دعا کا نفخ ہوتا ہے۔

5۔ موت کا اعتبار نہیں طول امل مفید نہیں جلدی کرو۔ سعی کرو.........'' (صفحہ 31-32)

نور محمدی کی عظیم تجلیات

''چشمہ معرفت'' صفحہ 298-299 کا ایک بصیرت افروز اقتباس:۔

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا کا وجود جو اس زمانہ میں ایک حل طلب معما کی طرح ہو رہا ہے اور اس کے چمکتے ہوئے جوہر پر دہریت کے خیالات نے ہزارہا گرد و غبار ڈال دئے ہیں اس پاک جوہر کی چمک ظاہر کرنے کے لئے اسی کے فوق العادت نشان ذریعہ ہو سکتے ہیں اور نوع انسان کی نجات اسی چمک پر موقوف ہے نہ کسی اور بناوٹی منصوبہ پر۔

رمضان المبارک اور تحریک جدید

☼ سیدنا حضرت مصلح موعود نے فرمایا:-

''اگر تم رمضان سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو تحریک جدید پر عمل کرو اور تحریک جدید کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہو تو روزوں سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھاؤ تحریک جدید یہی ہے کہ سادہ زندگی بسر کرو اور محنت و مشقت اور قربانی کا اپنے آپ کو عادی بناؤ یہی سبق رمضان ہمیں سکھانے آتا ہے پس جس غرض کیلئے رمضان آیا ہے اس غرض کو حاصل کرنے کی جدوجہد کرو'' (الفضل 11 نومبر 1938ء)

(وکیل المال اول تحریک جدید)

پبلشر آغا سیف اللہ - پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس - مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مجلس عرفان

فرمودہ 9 جولائی 1944ء

کلمہ حکمت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کلمة الحكمة ضالة المؤمن اخذها حيث وجدها۔ یعنی کلمہ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ جہاں بھی ملے وہ اسے لے لیتا ہے۔ کلمہ حکمت کہتے ہیں کسی ایسی چیز کو جو با سبب ہو اور جس کے کرنے کا موجب حقیقی پایا جاتا ہو۔ اور حکمت اسے کہتے ہیں جو کسی چیز کا سبب یا موجب ہو۔ جب کوئی شخص کسی علاقہ میں بغیر کسی کام کے پھر رہا ہو تو کہا جائے گا کہ وہ آوارہ پھر رہا ہے اور جب وہ کسی غرض کے ماتحت پھر رہا ہو تو اسے آوارہ نہیں کہا جائے گا بلکہ اگر غرض اچھی ہوگی تو کہا جائے گا کہ وہ حکمت کے ماتحت پھر رہا ہے۔ لیکن اگر اس کی غرض اچھی نہ ہو بری ہو تو بھی یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ آوارہ پھر رہا ہے بلکہ کہا جائے گا کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے یا جہالت سے ایسا کر رہا ہے۔ تو کلمہ حکمت کے معنے ایسی بات کے ہیں جو اپنے اندر اغراض و فوائد رکھتی ہو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کلمہ حکمت تو مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ اگر اسے پہلے سے اس کا علم تھا تو وہ تو اس کا مال ہے ہی۔ لیکن اگر اسے خود علم نہیں اور وہ کسی دوسرے سے ایسی بات سنتا ہے جو سبق آموز ہے اور جس سے وہ عبرت حاصل کر سکتا ہے اور فائدہ اٹھا سکتا ہے تو وہ بات خواہ کسی کافر کے منہ سے نکلی ہو اور خواہ منافق کے منہ سے مومن کو چاہئے کہ اسے فوراً لے لے اور یہ نہ کہے کہ یہ بات ایک کافر یا منافق میں پائی جاتی ہے اس لئے میں اس کو نہیں لے سکتا اور بجائے اس کے کہ اسے کافر دجال یا منافق کی بات کہہ کر حقارت کی نظر سے دیکھے اسے چاہئے کہ کہے کہ او ہو یہ تو میری چیز تھی۔ افسوس اسے کافر یا منافق لے گیا۔ اب کہ مجھے اس کا پتہ لگ گیا ہے میں اسے لے لوں گا۔ ضالة المومن کے معنے یہ بھی ہیں کہ مومن کے سب کام حکمت کے ماتحت ہوتے ہیں اور یہ بھی کہ حکمتیں جتنی ہیں وہ سب مومن کی ہیں۔ ایک تو اس کا یہ مطلب ہے کہ مومن کوئی بات بغیر حکمت کے نہیں کرتا اور دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ مومن ساری کی ساری حکمتیں اپنے اندر جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا مومن وہ ہے جو کوشش کرتا ہے کہ تمام خوبیاں اپنے اندر جمع کر لے۔ اور جو ایسی کوشش نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہو سکتا تو کلمة الحكمة ضالة المؤمن اخذ ها حيث وجدها میں بتایا گیا ہے کہ مومن کو جب کوئی خوبی کی بات ملے تو وہ یہ دیکھے بغیر کہ یہ کس کی طرف سے آئی ہے اسے اپنی کھوئی ہوئی چیز سمجھ کر اسی طرح لے لیتا ہے جس طرح کسی کا بچہ کھویا ہوا ہو اور اسے مل جائے تو وہ فوراً اسے پکڑنے کے لئے دوڑتا ہے۔ اسی طرح مومن کو جب کوئی حکمت کی بات کسی جگہ نظر آتی ہے تو وہ اسے فوراً لینے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو میرے پاس ہونی چاہئے تھی، افسوس کہ دوسرے کے پاس چلی گئی۔

اس نکتہ کو اگر سمجھ لیا جائے تو جماعت کو بہت بڑی ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔

بہت سی خرابیاں اس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ جس کسی کے پاس جتنی نیکی ہوتی ہے وہ اسی پر فخر کر کے بیٹھ جاتا ہے اور مزید خوبیاں اپنے اندر جمع کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اگر دشمن کی کوئی خوبی اسے نظر آتی ہے تو کینہ بغض اور حسد کی وجہ سے اسے بھی برا قرار دینے کی کوشش کرتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ اس کے ایسا کرنے سے دشمن کا کوئی نقصان نہیں اس کے پاس تو وہ خوبی ہے ہی نقصان اس کا اپنا ہے کیونکہ حسد کی وجہ سے وہ اس خوبی کو حاصل نہ کر سکے گا اور محروم رہ جائے گا اگر وہ اسے اچھا سمجھتا تو اسے لے لیتا اور نہ سمجھنے کی وجہ سے نہیں لے سکتا اور اس طرح خود اپنا نقصان کرتا ہے کسی دوسرے کا نہیں کرتا۔

بعض لوگوں میں یہ نقص ہوتا ہے کہ وہ دشمن کی سچائی کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کی خوبی کو خوبی نہیں سمجھتے اور اس طرح نقصان اٹھاتے ہیں۔ **میری فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات رکھی ہے کہ میں دشمن کے اعتراض کو پورے طور پر سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں چاہے میرا جواب اسے تسلی دے سکے یا نہ دے سکے مگر وہ یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوتا ہے کہ میں نے اس کے سوال کو خوب اچھی طرح سمجھا اور بیان کر دیا ہے۔** ایک دفعہ میں نے لاہور میں ایک لیکچر دیا جو کالجوں کے طلباء اور پروفیسروں کے لئے تھا۔ میں نے بعض اعتراضات کے جوابات دیئے۔ لیکچر کے بعد ایک پروفیسر صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کے جوابات سے تو میں مطمئن نہیں (پہلی بار ہی بات سن کر مطمئن ہونا کوئی ضروری نہیں) مگر میں ایک بات مانتا ہوں اور وہ یہ کہ آپ نے کسی اعتراض میں تخفیف بالکل نہیں کی۔ مخالف فریق کا ایک بلند پایہ عالم جس طرح اپنے اعتراضات کو پیش کرتا ہے اسی طرح آپ نے کر دیئے ہیں بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ مخالف کے اعتراض میں کمی کر کے پیش کرتے ہیں۔ کچھ حصہ پہلے چھوڑ دیتے ہیں کچھ پیچھے اور اس طرح اسے کمزور کر کے پیش کرتے ہیں اور پھر جواب دیتے ہیں۔ مگر یہ صحیح طریق نہیں۔ اعتراض کو صحیح طور پر پیش کر کے جواب دینا چاہئے۔ یہ الگ بات ہے کہ مخالف کی تسلی نہ ہو۔ مگر ایک دفعہ تسلی نہ ہوگی تو دوسری دفعہ ہو جائے گی دوسری دفعہ نہ ہوگی تیسری دفعہ ہو جائے گی مگر اس پر یہ اثر ضرور ہوگا کہ اس کے سوال کو دیانت داری سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ مخالف پر یہ اثر ہوگا کہ میرا مخالف دیانت دار آدمی ہے لیکن اگر اس کے اعتراض کو ہی پوری طرح پیش نہ کیا جائے۔ کچھ ادھر سے گرا دیا جائے کچھ ادھر سے اور اس طرح اسے کمزور کر کے جواب دیا جائے تو یہ تو ممکن ہے کہ اس وقت مجلس میں عارضی طور پر واہ واہ ہو جائے اور عوام الناس کہہ دیں کہ خوب جواب دیا مگر اہل علم لوگ یہی کہیں گے کہ یہ سوال اس کا اپنا تھا جس کا آپ ہی جواب دیدیا۔ یہ جواب مخالف کے سوال کا نہ تھا۔

تو مومن کو ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے کہ جو خوبی کسی میں نظر آئے اسے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس کا اقرار کرے خواہ وہ دشمن میں ہی پائی جاتی ہو۔ جہاں بعض لوگوں میں یہ نقص ہوتا ہے کہ وہ مخالف یا دشمن کی خوبی کو بھی برائی کے رنگ میں دیکھتے ہیں وہاں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو خوبی ہمیشہ دوسروں میں ہی نظر آتی ہے اپنوں کی خوبی انہیں نظر نہیں آتی اور وہ ان میں برائی ہی برائی دیکھتے ہیں۔ یہ بھی بڑا بھاری نقص ہے اور اس سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ فلاں شخص میں فلاں عیب ہے اور فلاں میں فلاں اور اس طرح ایسا شخص آہستہ آہستہ عیب ہی عیب دیکھنے لگتا ہے جس طرح شیر گدوانے والے نے ایک ایک کر کے سارا شیر ہی چھوڑ دیا تھا اسی طرح وہ ہر ایک میں عیب نکالتے نکالتے ساری جماعت کو ہی خراب سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر انہیں بانی سلسلہ بھی گندا نظر آنے لگتا ہے اور تعلیم بھی گندی نظر آنے لگتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کو بھی اسی قسم کی ٹھوکر لگی تھی۔ پہلے اس نے حضرت مسیح موعود کو لکھا کہ آپ کی جماعت میں سوائے حضرت مولوی نورالدین صاحب کے کوئی اچھا آدمی نہیں اور چونکہ یہ اصول ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے آہستہ آہستہ اسے درخت بھی (نعوذ باللہ) گندا نظر آنے لگا اور اسے حضرت مسیح موعود پر بھی شبہات پیدا ہونے لگے۔ وہ اوپر تو آپ کو مسیح موعود لکھتا۔ مگر نیچے لکھتا کہ آپ (نعوذ باللہ) ٹھگ ہیں۔ لوگوں کے روپے کھا جاتے ہیں۔ اس کی عقل کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ اوپر وہ جس شخص کو مسیح موعود کہہ کر خطاب کرتا اور اللہ تعالیٰ کا مامور کہتا اسی کو نیچے ٹھگ اور بددیانت قرار دیتا۔ تو جن لوگوں کو اپنوں کی خوبیاں نظر نہیں آتیں اور برائیاں ہی برائیاں دکھائی دیتی ہیں۔ ان کا یہی انجام ہوا کرتا ہے۔ یہ تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے کہ ہماری جماعت کے احباب کو چاہئے کہ خوبی خواہ دشمن میں ہو اس کا اعتراف کریں۔ اور اسے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں خواہ کسی شخص کو تم اچھا نہیں سمجھتے۔ پھر بھی اس کی خوبیوں کو دیکھنا چاہئے اور ان کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جرمنوں کو دیکھو لڑائی میں متواتر ان کو ایک سال سے شکست پر شکست ہو رہی ہے۔ اور کوئی عارضی کامیابی بھی نہیں ہوئی ہمارے دل یہی چاہتے ہیں کہ اسے شکست ہو جائے تا دنیا میں امن قائم ہو اور دین کی اشاعت ہو سکے۔ مگر ان شکستوں سے بھی ہم سبق حاصل کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ باوجودیکہ ان کو پے در پے شکستیں ہو رہی ہیں۔ اور بغیر کسی عارضی فتح کے ہو رہی ہیں۔ پھر بھی جرمن قوم برابر لڑ رہی ہے اور حوصلہ و ہمت سے لڑ رہی ہے اور کسی گھبراہٹ کا اظہار ان سے نہیں ہوتا۔ میں تو حیران ہوتا ہوں جب بعض لوگ معمولی تکالیف پر گھبرا اٹھتے اور کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہم پر کیسی مصیبتیں آ گئی ہیں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ دوسروں پر ان سے کہیں زیادہ مصائب ہیں۔ پھر تم کو جو امیدیں اپنے رب سے ہیں۔ وہ ان کو نہیں۔ یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ ایک دشمن ہے۔ گو ہمارے ساتھ نہیں مگر دوسروں کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ اسے خدا تعالیٰ پر کوئی ایمان نہیں اور اس وجہ سے اس سے کوئی امید بھی اس کی وابستہ نہیں۔ جہاں جہاں وہ کھڑا ہو کر مقابلہ کرنا چاہتا تھا قریباً وہ تمام مقامات وہ کھو چکا ہے۔ مگر پھر بھی اس کا حوصلہ قائم ہے وہ اپنی شکستوں کو چھپاتے نہیں بلکہ صحیح رپورٹ شائع کر دیتے ہیں۔ ابھی ان کے کسی مقام سے ہٹنے کی خبر اتحادی ذرائع سے نہیں آتی کہ وہ خود اعلان کر دیتے ہیں۔ کہ ہمیں فلاں فلاں مقام چھوڑنا پڑا ہے اور ہمیں وہاں بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے یہ ایک ایسی بات ہے جو دلیر انسان ہی کہہ سکتا ہے ہر ایک نہیں کر سکتا۔ بزدل ہمیشہ اپنی کمزوری اور ناکامی کو چھپاتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جرمن حکمرانوں کو اپنی قوم پر اعتماد ہے اور وہ جانتے ہیں کہ ایسی خبریں اسے ڈرا نہ سکیں گی اور یہ ایک ایسی بات ہے جس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے۔ ایک دہریہ اور بے دین قوم ہونے کے باوجود ان میں ایسی دلیری اور اپنے اوپر ایسا اعتماد پایا جاتا ہے۔ کہ شکست کی خبروں کو چھپایا نہیں جاتا۔ یہ تو میں نہیں کہتا کہ سچی رپورٹیں شائع کر دی جاتی ہیں۔ کیونکہ اکثر سیاسی آدمی سچے نہیں ہوتے۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ شکست کی خبروں کو چھپایا نہیں جاتا کیونکہ افسر خوب جانتے ہیں۔ کہ قوم ان کی خبروں کو سن کر حوصلہ نہ ہارے گی اور جہاں تک اخلاقی طاقت کا سوال ہے وہ جرمن قوم میں قائم ہے۔ ان کے بعض اہم مقامات ان سے چھن گئے بہت سے سپاہی مارے

گئے اور سامان جنگ بہت کم رہ گیا پھر بھی ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے اور یہ ایک ایسی بات ہے جسے دیکھ کر مومنوں کو سمجھنا چاہئے کہ جب کافر ایسا نمونہ دکھا رہے ہیں تو مومن کو کتنا شاندار نمونہ دکھانا چاہئے۔

مومنوں کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے اور وہ ایسی مثال ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ایسی کوئی اور مثال نہیں مل سکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے تیرہ سال تک مکہ میں اور قریباً ڈیڑھ سال تک مدینہ میں سخت تکالیف اٹھائیں۔ اتنے لمبے عرصہ تک وہ شدید تکالیف اور مصائب کا شکار رہے۔ ان کی اس مثال کو اگر دیکھا جائے تو جرمن قوم کی قربانی کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی۔

بے شک آج یورپ کی اقوام بہت قربانیاں کر رہی ہے مگر صحابہؓ نے جو قربانیاں کیں وہ بے مثال ہیں۔ یہاں تو برابر کی قربانی ہے۔ اگر اتحادی جرمنوں کو مارتے اور نقصان پہنچاتے ہیں تو جرمن بھی ان کو مار لیتے ہیں اور نقصان پہنچا لیتے ہیں۔ مگر صحابہؓ کے ہاتھ رکے ہوئے تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا یہی حکم تھا کہ مقابلہ ہرگز نہ کریں۔ وہ ماریں کھاتے تھے۔ ظلم پر ظلم سہتے تھے مگر بالمقابل ہاتھ نہ اٹھا سکتے تھے۔ دشمن خواہ کتنی تکلیف دے ان کو مقابلہ کی اجازت نہ تھی اور یہ نظارہ دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آ سکتا۔ مگر ہمارے زمانہ میں جرمن قوم جس قربانی کا ثبوت دے رہی ہے اس سے بھی ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے اور اخبار پڑھتے وقت اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اور جو بھی اچھی بات نظر آئے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے ورنہ اگر یہ نہیں تو اخبار پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقت کا ضیاع ہوگا۔ ہاں اگر عبرت حاصل کی جائے اور جب پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قوم کو سزا دی گئی ہے تو دعا کریں کہ خدایا ہمیں ایسا نہ کیجیو۔ اور جب یہ پڑھیں کہ کسی نے کوئی نیکی کی ہے یا کسی کو انعام ملا ہے تو دعا کریں کہ خدایا ہمیں بھی یہ دے میں تو تیرا بندہ ہوں۔ جب یہ خوبی تیرے دشمنوں میں موجود ہے تو مجھ میں کیوں نہیں۔ **جب آدمی اخبار پڑھے تو ہر نیکی اور ہر خوبی جو اسے دوسروں میں نظر آئے اس کے متعلق یہ دعا کرے کہ اے اللہ مجھ میں بھی یہ خوبی پیدا ہو جائے اور فلاں بدی سے محفوظ رہوں۔ تو اس طرح اس کا اخبار پڑھنا بھی دینی کام ہو جائے گا۔**

دعا کرنے کے یہ معنے نہیں کہ ہر بات پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے بلکہ پڑھتے پڑھتے ہی دل میں یہ دعا کرے کہ خدایا یہ نیکی اور یہ خوبی مجھ میں بھی پیدا ہو جائے اور اس بدی سے مجھ کو بچانا۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس کا اخبار پڑھنا بھی ایک دینی کام ہوگا اور دینی خدمت ہوگی مومن کو چاہئے کہ وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔ اخبار پڑھنے پر جو وقت صرف ہوتا ہے۔ اس سے اس رنگ میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ غرض ہمارا فرض ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی حقیقی طور پر فائدہ اٹھائیں اور خواہ عملی طور پر ان سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہ ملے۔ لیکن ان خوبیوں کو جو دوسروں میں نظر آئیں اپنے اندر جمع کرنے کی کوشش ضرور کرتے رہنا چاہئے تا آہستہ آہستہ عمل کی توفیق بھی مل سکے اور جب موقع آئے ہم دین کے لئے مفید وجود ثابت ہو سکیں۔ لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ ابھی اس کی کیا ضرورت ہے ابھی تو ہمارے لئے ان باتوں کا کوئی موقعہ نہیں جب موقعہ آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ تو ایسا شخص موقعہ آنے پر بھی کچھ نہیں کر سکے گا۔ جو اخلاق لڑائی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں بے شک ان پر عمل کا ہمارے لئے موقعہ نہیں۔ لیکن بہرحال دوسروں کے اندر ان کے موجود ہونے کی خبر کو پڑھ کر یہ دعا ضرور کرنی چاہئے کہ خدایا اس کے لئے میرے دل کو تیار کر دے تا جب تیرے دین کے لئے لڑائی کا موقعہ آئے تو مجھ سے یہ خلق ظاہر ہو۔ غرض اس کے لئے قلب کو تیار کرنا چاہئے تا کہ جب موقعہ آئے تو دوسروں سے بہتر نمونہ ہم پیش کر سکیں اور کچے دھاگے ثابت نہ ہوں کچھ عرصہ ہوا مجھے الہام ہوا تھا کہ

روز جزا قریب ہے اور رہ بعید ہے

اس کے معنے یہی ہیں کہ فیصلہ کا وقت عنقریب ظاہر ہونے والا ہے۔ مگر جماعت کے لئے ابھی بڑا فاصلہ طے کرنا باقی ہے۔ بہت سی تربیت دینی ابھی باقی ہے اور بہت سے کام سیکھنے ہیں جنہوں نے وہ راہ طے کر لی ہوگی وہ روز جزا آنے پر انعامات پائیں گے۔ اور جنہوں نے نہ کی ہوگی وہ محروم رہ جائیں گے اس راہ کو طے کرنے والے جب انعامات پا کر واپس لوٹ رہے ہوں گے تو وہ جنہوں نے ابھی راہ طے نہیں کی ہوگی ان کو راستہ میں جاتے ہوئے ملیں گے اور چاہیں گے کہ ان کے ساتھ ہو لیں اور اس طرح اپنے آپ کو ان انعامات میں شریک کر لیں۔ منافقوں کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب مسلمان مال غنیمت لے کر لوٹتے ہیں تو وہ ان کو ملتے ہیں اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ شریک کرنا چاہتے ہیں۔

اسی طرح جو لوگ روز جزا کے آنے سے پہلے پہلے تیاری مکمل نہ کر لیں گے وہ انعام پانے والوں کو راستہ میں مل کر چاہیں گے کہ اپنے آپ کو بھی ان انعامات میں حصہ دار بنا لیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ حصہ دار نہیں ہو سکتے۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ ہر احمدی کو روز جزا کے آنے سے پہلے پوری طرح تیاری کرنی چاہئے اور اسی صورت میں وہ انعامات کے مستحق ہو سکیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسروں کے انعامات میں حصہ دار ہو سکیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو روحانی انعام ملتے ہیں وہ تقسیم نہیں ہو سکتے۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتے ہیں۔ دنیوی اموال کو تو تقسیم کیا جا سکتا ہے اور اس طرح سب کو حصہ دار بنایا جا سکتا ہے۔ مگر روحانی انعامات کے متعلق ایسا نہیں وہ تقسیم نہیں کئے جا سکتے یہ تو اسے ہی ملیں گے جو اپنے اعمال سے اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کرے گا۔ پس جو پہنچ جائیں گے وہ پا لیں گے مگر جو رہ جائیں گے وہ منافقوں کی طرح رستہ میں مل کر چاہیں گے کہ اپنے آپ کو بھی ان انعامات میں شریک کر لیں مگر ایسا کر نہ سکیں گے۔ دنیوی انعام مخالفوں کو بھی بعض اوقات مل جاتے ہیں مگر روحانی انعام بالکل علیحدہ چیز ہے۔ دنیوی انعام بعض اوقات نا اہل کو بھی مل جاتا ہے مگر روحانی اسی کو ملتا ہے جو اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرے۔ دیکھو مسلمانوں میں بادشاہت بنو امیہ کو مل گئی مگر صحابہؓ کرام کی اولادوں کو نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیوی حکومت بھی دے تو دی تا دنیاداروں پر حجت ہو سکے مگر یہ اصل انعام صحابہؓ کی قربانیوں کا نہ تھا۔ مومن کے لئے اصل چیز خدا تعالیٰ کا قرب ہی ہے یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ دینی قربانیوں کے بدلہ میں دنیوی انعامات بھی دے یہ چیزیں وہ بعض اوقات دے بھی دیتا ہے اور بعض اوقات کمزوروں کے لئے چھوڑ دیتا ہے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مال غنیمت آیا تو آپؐ تقسیم کرنے لگے۔ ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے فلاں شخص کو کچھ نہیں دیا۔ میرے نزدیک تو وہ مخلص آدمی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں مخلص آدمی ہے۔ وہ شخص اصرار کرتا رہا کہ وہ مخلص ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب دنیوی مال تقسیم ہوتے ہیں تو بعض دفعہ ان لوگوں کو ترجیح دے دی جاتی ہے جو دین میں ادنیٰ ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ دوسروں کے دین کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ گویا آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ اخلاص کے لحاظ سے تم اس کا جو مقام سمجھتے ہو وہ درست ہے اور اس وجہ سے میں نے اسے کچھ نہیں دیا۔ تو یہ بات نہیں کہ جتنا بڑا مقام کسی کو قرب الٰہی کا حاصل ہوتا ہے اتنا ہی بڑا اسے دنیوی انعام ملتا ہے بے شک بعض کو دنیوی انعام بھی مل جاتا ہے مگر بعض کو نہیں ملتا۔

بعض انبیاء ایسے ہوئے ہیں جن کو فاقے آ سکے اور بعض بادشاہ بھی ہوئے ہیں جیسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام یہی حال اولیائے امت کا ہے۔ سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ بہت فاخرہ لباس پہنا کرتے تھے۔ بعض اوقات ان کا ایک کپڑا ایک ایک ہزار دینار کا ہوتا تھا۔ مگر وہ فرماتے تھے کہ میں اس وقت تک کپڑا نہیں پہنتا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے نہیں فرماتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ذات کی قسم کہ تو فلاں کپڑا پہن۔ لیکن ہزاروں اولیاء ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے غربت میں اپنی عمر گزار دی پس یہ ضروری نہیں کہ مومن کو دنیوی انعامات بھی ملیں بعض دفعہ مل بھی جاتے ہیں اور بعض دفعہ نہیں بھی ملتے مگر نہ ملنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کا ایمان اس پایہ کا نہیں جس پایہ کا ایمان اس شخص کا ہے۔ جسے دنیوی انعام ملا ہے۔ دیکھو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اولادوں کو کوئی حکومت نہیں ملی اور ملی تو بنو امیہ کو مل گئی۔ حالانکہ یزید بھی انہیں میں سے تھا جو دین کے ساتھ استہزاء کیا کرتا تھا۔ اور جس نے گانا بجانا بھی جائز کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ مقام اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا تھا۔

(روزنامہ الفضل 11,10 جون 1960ء)

تری قدرت کے آگے روک کیا ہے

شفا دے حضرت طاہر کو یارب! — یہ ہر خورد و کلاں کی التجا ہے
بپا اک حشر ہے آہ و فغاں سے — ترا عرش بریں ہلنے لگا ہے
شفا دے ہاں شفا دے ہاں شفا دے — "تری قدرت کے آگے روک کیا ہے"
مزا تو جب کہ نالہ بھی رسا ہو — یہ مانا کہ جبیں خاک آشنا ہے
تری جانب لگی ہیں سب نگاہیں — صدائے "کن" تری میں دیر کیا ہے؟
شفائے کامل و عاجل عطا کر — مری یہ التجا تیری عطا ہے
مرے اشکوں کا نذرانہ ہے حاضر — تجھے دست شفا کا واسطہ ہے
سہارا کون ہے ہم بے کسوں کا؟ — فقط تو ہی ہمارا آسرا ہے

تجھے ہے قوم احمد نے پکارا
شفا یابی کا ہو مثبت اشارا

عبدالسلام اسلام

عاصمہ رفعت باری صاحبہ

مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ

مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب مرحوم

میری دادی جان مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ بمبئی نے مورخہ 8/جون 1989ء کی ربوہ میں اسی سال کی عمر میں وفات ہوئی بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئیں-

وفات سے قریب سالوں میں انہیں کئی مبشر رؤیا و کشوف کے ذریعہ اپنے انجام بخیر ہونے اور اپنے روحانی آقاؤں کی قدم بوسی اور خدمت کے اعزاز حاصل ہونے کی بشارات ملیں-وفات سے چند دن بعد ان کی ایک رشتہ دار خاتون نے بتایا کہ چند دن قبل انہوں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک نہایت عمدہ مکان تعمیر ہوا ہے اور اس کا بیرونی دروازہ لگایا جا رہا ہے- اور مرحومہ ان سے کہتی ہیں کہ یہ میرا مکان ہے- بس دروازہ لگنے کی دیر ہے- اس کے فوراً بعد میں اس میں منتقل ہو جاؤں گی- اس طرح مرحومہ کے رویا و کشوف کی بھی تصدیق و تائید ہو گئی-وہ مستجاب الدعوات بزرگ تھیں-کثرت سے عورتیں اور ان کے رشتہ دار مردان کے پاس دعا کے لئے آتے اور وہ سب کے لئے مجسم دعا بن جاتیں-

آپ موضع شرقپور ضلع جالندھر کے مشہور بزرگ بابو نور محمد صاحب کی پہلی بیوی سے اکلوتی اولاد تھیں-ان کے والد پیشہ کے لحاظ سے اوورسیر تھے- انہوں نے دو شادیاں کیں-دوسری والدہ سے آپ کے ایک بہن اور دو بھائی تھے-

گو مرحومہ کے والد صاحب نے حضرت المصلح الموعود کے ساتھ ایک میز پر کھانا کھانے کا شرف بھی پایا-مگر انہیں بیعت کی توفیق 1961ء میں اپنے فیصل آباد کے قیام کے دوران اپنی وفات سے صرف ایک ماہ قبل ملی-

آپ کی شادی 1920ء میں ہوئی- آپ کے شوہر کا تعلق ضلع جالندھر کے مشہور مذہبی گھرانے ''خاندان صریح'' سے تھا-جن کے جد امجد حضرت حکیم میاں صریح الدین صاحب بھوپال والا سیالکوٹ سے اپنے پیر و مرشد کی ہدایت پر ہجرت کر کے جالندھر کے قریب ایک مقام پر دھونی رما کر بیٹھ گئے-اس خاندان کے بعض بزرگوں کو حضرت مسیح موعود کی بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا اور سلسلہ احمدیہ کی گرانقدر خدمات کی بھی توفیق ملی-حضرت مولوی عمر دین صاحب' حضرت خان صاحب منشی برکت علی صاحب' حضرت خان صاحب مولوی فرزند صاحب اور شیخ محبوب عالم خالد صاحب صدر' صدر انجمن احمدیہ اور کیپٹن شیخ نواب دین صاحب مرحوم کا تعلق اسی ''خاندان صریح'' سے تھا- آپ بنیادی طور پر ان پڑھ تھیں-لیکن اپنے نامور شوہر اور بزرگ سسر حضرت حکیم مولوی فتح دین صاحب مرحوم کی صحبت سے دین کا علم حاصل کیا اس طرح وہ بعد میں ایک مثالی داعیہ بن گئیں-

اللہ تعالیٰ نے انہیں نو بیٹے اور چار بیٹیاں عطا کیں-سب بچوں کی تربیت احسن رنگ میں کی-بچوں کی تربیت کا اس قدر خیال تھا کہ قادیان میں مکان بنایا گیا جہاں ایک عرصہ تک آپ بچوں کے ساتھ رہائش پذیر رہیں-دادا جان مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت المصلح الموعود کی خصوصی دعاؤں کی برکت سے ایک معمولی ملازمت سے جلد جلد ترقی دی-وہ سویلین بھرتی ہوئے تھے مگر اپنی لیاقت' فرض شناسی محنت اور دیانتداری کی وجہ سے رائل انڈین آرمی میں کمیشن حاصل کیا اور 34 سال کی طویل نیک نام سروس کے بعد 1955ء میں راولپنڈی سے ریٹائرڈ ہوئے-

بچوں کو حضور کی کتابیں پڑھنے کی بار بار تلقین کرتیں- قادیان کے زمانہ میں اپنے بڑے بیٹے سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا اور پھر ربوہ کے قیام کے زمانہ میں میرے والد صاحب سے دوبارہ پڑھا اور پھر ترجمہ بھی سنا- والد صاحب سے حضور کی کئی کتابیں سنیں- روزنامہ الفضل تو پورے کا پورا روزانہ باقاعدگی سے سنتیں-الفضل میں دعا کی درخواست کرنے والوں کے لئے خاص طور پر دعا کرتی تھیں-گھر میں دودھ' گھی سبزیاں دینے والی عورتیں روزانہ آتی جاتی تھیں انہیں بٹھا کر ان کی مہمان نوازی کرنا اور پھر دعوت الی اللہ کرنا ان کا روزانہ کا معمول تھا- آپ کا گھر احمدیت کا گہوارہ تھا-جہاں ہر بات احمدیت کے حوالہ سے ہوتی تھی-گھر کا ہر فرد جماعت کی خدمت پر مامور تھا-نصیحت کرنا مقصود ہوتا تو بچوں کو حضرت مسیح موعود اور حضرت المصلح الموعود کے ارشاد کے حوالہ سے اور بچیوں کو حضرت اماں جان اور حضرت چھوٹی آپا' مہر آپا کے حوالے سے نصیحت کی جاتی- آپ نے نہ صرف خود احمدیت کی خدمت کو اپنا شعار بنایا بلکہ اپنے بیٹے بیٹیوں کی ایسی مثالی تربیت کی کہ ان سب نے بھی احمدیت کی احسن رنگ میں خدمت کی سعادت حاصل کی-

خاندان حضرت مسیح موعود کے افراد اور خواتین مبارکہ سے آپ کو والہانہ رنگ میں عقیدت اور پیار تھا- قادیان کے دور میں حضرت اماں جان کی خاص خدمت کی توفیق پائی-حضرت فضل عمر کے گھروں میں سب خواتین مبارکہ کی خدمت میں حاضری دیتیں-فرماتی تھیں کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کو ''گود کھلانے'' کا اعزاز حاصل ہوا ہے-حضور کے ساتھ خلافت سے پہلے سے ہی نہایت عقیدت مندانہ تعلق تھا-حضور دو تین مرتبہ دارالفضل ربوہ والے گھر میں اپنی بیگم صاحبہ کے ہمراہ تشریف لائے-حضور بھی دادی جان پر نظر شفقت فرماتے تھے-لندن سے میری پھوپھی جان محترمہ وسیمہ صاحبہ (ہیڈ مسٹریس مریم گرلز سکول ربوہ) کے نام حضور نے جوابی خط میں دادی جان کے لئے ''میری امی'' کے الفاظ استعمال فرمائے-(یہ خط محفوظ ہے)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے شملہ اور ڈلہوزی کے سفروں میں متعدد بار میزبانی کا اعزاز میرے دادا جان اور دادی جان کو حاصل ہوتا رہا-فرماتی تھیں کہ ناشتہ میں میرے ہاتھ کے پراٹھوں کو حضور اور حضور کے قافلہ کے سب احباب بہت پسند فرماتے تھے-

احمدیت کے لئے غیرت کا یہ عالم تھا کہ مرحومہ دادی جان کے والد جب آخری عمر میں بیمار ہو گئے تو اپنے آپ کو دعوت الی اللہ کے لئے وقف کر دیا اور پھر آخر کار یہاں تک صاف کہہ دیا کہ ''ابا جی!!! اگر آپ احمدیت قبول کئے بغیر فوت ہو گئے تو میں آپ کا جنازہ بھی نہیں پڑھوں گی-'' اللہ تعالیٰ نے سالہا سال کی دعاؤں اور دعوت الی اللہ کو کس طرح قبول فرمایا کہ ان کے والد (اور دونوں بھائیوں) نے اپنی وفات سے صرف ایک ماہ قبل حضرت المصلح الموعود کی بیعت کر لی- دادی جان نے اپنے والد اور بھائیوں کے قبول احمدیت کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی- اس روز گھر میں عید کا سا سماں تھا-

مالی قربانی کا جذبہ بدرجہ اتم تھا-نہ صرف دادا جان' دادی جان دونوں ہمیشہ ہر مالی تحریک میں پیش پیش رہے بلکہ اپنی اولاد کو بھی مالی قربانیوں میں اپنے ساتھ شامل کیا-تحریک جدید کے آغاز پر حضرت المصلح الموعود نے جماعت کو اس تحریک کے سلسلہ میں خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی جس پر ساری جماعت مجسم دعا بن گئی- ان دعاؤں کے نتیجہ میں بہت سے بزرگوں کو تحریک جدید کی کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مبشر خوابوں سے نوازا- میری دادی جان سمیت بہت سے بزرگوں نے اپنی مبشر خوابیں لکھ کر حضور کی خدمت میں بھیجیں جو حضور کے ارشاد کے مطابق الفضل قادیان میں شائع ہوتی رہیں-سب سے پہلے نمبر پر جو مبشر خواب ''الفضل'' میں شائع ہوا وہ میری دادی جان کا تھا- جو آپ نے فیروز پور سے لکھ کر بھجوایا تھا-اللہ تعالیٰ کے فضل سے دادا' دادی کے علاوہ ان کے تین بڑے بیٹے اور دو بڑی بیٹیاں تحریک جدید کے دفتر اول میں اور تین بیٹے اور دو بیٹیاں دفتر دوم میں شامل ہوئے-دو بیٹیاں وقف جدید کی ''ننھی مجاہدہ'' بنیں-

احمدی خواتین کے چندہ سے تعمیر ہونے والی ''بیت الفضل لندن'' کے لئے حضرت المصلح الموعود کی مالی قربانی کی تحریک پر احمدی مستورات کے شانہ بشانہ دادی جان مرحومہ نے بھی اپنا سارا زیور پیش کر دیا- انہوں نے اپنے سب بچوں کو مالی قربانی کی عادت ڈالی-صدقہ خیرات ان کا معمول رہا-غریبوں ناداروں کی مدد کرتی تھیں-گھر سے کسی سائل کو خالی واپس نہ جانے دیا-

احمدیت کے واسطہ سے احمدی بھائی بہنوں سے سگے عزیزوں جیسی محبت کی درخشندہ مثالیں قائم کیں- قادیان کے ماسٹر محمد حسین صاحب کو نانا اور ان کے بیٹے ماسٹر عبدالمنان کو ماموں اور حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب کو نانا کے بھائی حقیقت میں سمجھا جاتا رہا- حضرت قریشی محمد اسماعیل معتبر صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ کو سگے تایا تائی سمجھا جاتا رہا- اور ایسا ہی خدمت اور محبت کا سلوک دونوں طرف سے روا رکھا گیا-ان کی اولاد پر روحانی رشتوں کا یہ راز بڑی عمروں کو پہنچنے پر کھلا- اپنے بیٹوں کے دوستوں اور بیٹیوں کی سہیلیوں کو اپنے ہی بچے سمجھا جاتا رہا- وہ انہیں اپنے بچوں کی طرح پیار اور شفقت دیتی رہیں- سلیم دنیا پوری' نصیر الرحمٰن' رشید بھٹی سب ان کی مادرانہ شفقت کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے تھے-

دارالفضل ربوہ میں دادا' دادی کا گھر پورے ''خاندان صریح'' کا مرکز ہوتا تھا جہاں سب دور و نزدیک کے عزیز رشتہ دار کھنچے چلے آتے تھے اور آپ سب کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتی تھیں- جلسہ سالانہ پر گھر میں مہمانوں کی تعداد ایک سو سے بھی بڑھ جاتی رہی-

مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب نے دارالفضل میں قصر خلافت اور بیت المبارک کے عین سامنے سرگودھا فیصل آباد روڈ پر چار کنال کے پلاٹ پر دارالفضل کا پہلا گھر بنایا- یہ جگہ صرف اس لئے پسند کی گئی کہ خلیفہ وقت سے تعلق مضبوط ہو گا اور خلیفہ وقت کے پیچھے پنجوقتہ نمازوں کی توفیق ملے گی- اور پھر پانچ وقت اپنے بچوں کو نماز باجماعت کے لئے اور جماعتی جلسوں' پروگراموں اور دینی خدمات کے کاموں میں حصہ لینے کے لئے بھجوانا اور خود بھی شامل ہونا دادی جان نے اپنے لئے فرض قرار دے لیا- گھر کا ہر فرد جماعتی تنظیموں میں نمایاں حصہ لیتا تھا- اور جب مقابلوں (علمی و ورزشی) میں ان کے بچے نمایاں پوزیشن حاصل کر کے انعامات لاتے تو وہ خوشی سے پھولے نہ سماتیں- خصوصاً میرے والد جب تلاوت' نظم یا تقریر میں انعام لے کر آتے تو وہ بہت ہی زیادہ خوش ہوتیں- وہ ایک مبشر خواب کی بناء پر کہا کرتی تھیں کہ میرا یہ بیٹا خدمت دین کے لئے افریقہ جائے گا- میرے ایک چچا نے مذاقاً کہہ دیا کہ ابھی تو کوئی چانس نظر نہیں آتا- تو جوش سے فرمانے لگیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ میرا بیٹا افریقہ جائے گا- اس لئے یہ ضرور جائے گا- یہ 1960-67 کی بات ہے-

اب اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ اس ''خاتون ولیہ'' کا خواب 1984ء میں جا کر کس طرح پورا ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص نظر شفقت سے میرے ابو کو ''نصرت جہاں اسکیم'' کے ماتحت مغربی افریقہ کے ملک گھانا کے شہر فرا میں ''نصرت جہاں ٹیچرز ٹریننگ کالج'' میں تدریسی خدمات اور کالج

کے نئے تعمیر شدہ "بیت النصرت" میں امامت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس طرح حضرت دادی جان مرحومہ کی یہ رویائے صادقہ بھی لفظاً لفظاً پوری ہوگئی۔

ایک بار مرحومہ دادی جان کو اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ کراچی سے لاہور تک حضرت المصلح الموعود کے ہمراہ ایک ہی ریلوے بوگی میں سفر کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

جب چینی صرف راشن کوٹے کے تحت ملتی تھی۔ گھر کی ساری چینی حضرت المصلح الموعود کی خدمت میں پیش کر دی جاتی تھی اور گھر کے افراد سب شکر یا دیسی چینی استعمال کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقعہ پر جب چینی حضرت چھوٹی آپا مرحومہ کے توسط سے پیش خدمت ہوئی تو حضرت المصلح الموعود نے فرمایا کہ "کیپٹن صاحب اور ان کی بیوی کو میری صحت کی بہت فکر رہتی ہے۔" مہینہ میں ایک بار گاجر کے موسم میں دادی جان اپنے ہاتھ سے "گجریلا" یعنی گاجر کا حلوہ بڑی مہارت اور محنت سے تیار کر کے حضرت المصلح الموعود کی خدمت میں پیش کرتی تھیں جسے حضور بہت پسند فرماتے اور خوشنودی کا اظہار فرماتے۔ ان خدمات کے پیچھے ایک خواہش یہ بھی ہوتی تھی کہ کسی طرح حضور کا تبرک مل جائے۔ چنانچہ وہ حضور کے چاروں حرم کے وسیلے سے ایک لمبا عرصہ ملتا رہا۔

ربوہ کے دور میں حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ اور خاندان مسیح موعود کی قریباً تمام خواتین مبارکہ سے قریبی تعلق تھا۔ حضرت سیدہ ام ناصر جب بیمار رہنے لگیں تو مرحومہ نے پھوپھی سلیمہ منیر قریشی صاحبہ کو خدمت کے لئے پیش کر دیا جو کچھ عرصہ حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ کے پاس رہ کر دن رات خدمت کی سعادت حاصل کرتی رہیں۔

حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ بھی دادی جان سے بے حد محبت اور شفقت کا سلوک رکھتی تھیں۔ وہ اکثر دادی جان کے دارالفضل والے گھر تشریف لاتیں گھنٹوں حضرت المصلح الموعود کی ایمان افروز باتیں سناتیں۔ اکثر آپ کے ساتھ ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا شوق سے تناول فرماتیں بلکہ بعد میں بعض دفعہ کھانا اتنا زیادہ پسند آتا کہ فرماتیں کہ "میرے نبی کے لئے بھی ڈش میں ڈال دو" اس طرح اکثر میرے ابو جو اس وقت ابھی چھوٹے تھے ایک ہاتھ میں سالن کا برتن پکڑے اور دوسرے کندھے کا سہارا دے کر آپ کو قصر خلافت چھوڑ کر آتے۔ چھوٹی پھوپھی جان وسیمہ صاحبہ کو حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی خدمت پر رکھا۔ انہوں نے بڑی محنت اور والہیت کے ساتھ ان کی معاونت کی۔ علاوہ ازیں تاریخ لجنہ کے لئے بھی انہیں خدمت کا اعزاز حاصل ہوا۔ میرے والد عبدالباری قیوم صاحب کو بھی لجنہ کی کتاب "الازھار" کی تدوین کے سلسلہ میں حضرت چھوٹی آپا صاحبہ کی معاونت کی توفیق ملی۔ حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحب کی وفات سے قبل دادی جان میری بڑی پھوپھی جان نعیمہ ریحانہ صاحبہ بیگم مولانا محمد عمر صاحب شاہد مربی سلسلہ مرحومہ کی خدمت میں موجود تھیں۔ انہیں آخری علالت کے دوران بھی مرحومہ کی خوب خدمت کی توفیق ملی۔

اپنے شوہر کے ساتھ آپ کی 63 سالہ رفاقت قابل رشک تھی۔ انہوں نے فوجی افسری کے زمانہ میں الہ آباد، بمبئی، کراچی، لاہور اور ملتان میں بڑے بڑے سرکاری بنگلوں میں بھی رہائش رکھی جہاں زندگی کی ساری آسائشیں موجود ہوتیں پھر قادیان اور ربوہ کے دور میں شدید مشکلات کا مقابلہ کیا۔ دارالفضل والے مکان کی تعمیر کے اس قدر مسائل اور محدود وسائل۔ بہت سارا کام اپنے بچوں کے ساتھ وقار عمل کر کے پورا کرتی رہیں۔ یوں گھریلو محاذ پر ربوہ کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیتی رہیں۔

لجنہ اماء اللہ کی ہمیشہ سرگرم کارکن رہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ "جلسہ گاہ مستورات" میں عورتوں کو خاموشی سے جلسہ کی کارروائی سننے کی تلقین کے لئے "منتظمہ خاموشی" کے طور پر سالہا سال خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ نے کئی بار خوشنودی کا اظہار فرمایا بلکہ دوسری کارکنات کو دادی جان کی فرض شناسی کی مثال دے کر توجہ دلاتیں۔ آپ جلسہ گاہ میں ڈیوٹی پر اس قدر عورتوں میں اپنی فرض شناسی اور جذبہ خدمت کی وجہ سے مقبول تھیں کہ آپ کی وفات کی خبر الفضل میں پڑھ کر بیرونی لجنات کے کئی وفود مستورات کے تعزیت کے لئے آپ کے گھر آئے اور دیر تک آپ کے اوصاف حسنہ اور دینی خدمات کا تذکرہ ہوتا رہا۔ خود حضرت چھوٹی آپا صاحبہ بھی دیگر خواتین مبارکہ کے ہمراہ دو دفعہ تشریف لائیں۔

آپ نے احمدیت میں خدمت دین، خدمت انسانیت، حصول رضا الٰہی، دور دور کے رشتوں کو قریب تر کرنے اور اپنی اولاد کو سلسلہ احمدیہ اور خلیفہ وقت کا وفادار اور جانثار خادم بنانے کے لئے ایک بھرپور فعال زندگی بسر کی اور بالآخر بہشتی مقبرہ کی پرسکون ابدی آرامگاہ میں جا سوئیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ان پر نازل ہوں اور جنت الفردوس میں اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا رہے اور ان کی اولاد اور آگے ان کی اولادوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

سرس کے درخت کا مختصر تعارف

حکیم منور احمد عزیز صاحب

سرس کے مختلف زبانوں میں نام۔ اردو، ہندی، بنگلہ، (سرس)۔ فارسی (درخت ذکریا)۔ عربی (سلطان الاشجار)۔ گجراتی (سریس)۔ پنجابی (شرینہ)۔

ہندو پاک کے علاوہ اور بھی کئی جگہ پایا جاتا ہے۔

اس درخت کی بلندی چالیس سے ساٹھ فٹ تک ہوتی ہے۔ اس کا تنا بہت لمبا ہوتا ہے سرس کا درخت قریباً ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ یہ بہت جلد بڑھ جانے والا درخت خاص سایہ دار ہے۔ اس لئے سایہ کی غرض سے سڑکوں، کھیتوں اور کنوؤں پر زیادہ دیکھا جاتا ہے۔ پہاڑوں میں یہ پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی چھال آدھ انچ موٹی اور دھندلے یا کچھ بھورے رنگ کی ہوتی ہے۔ اس میں بہت سی چھوٹی بڑی دراڑیں ہوتی ہیں۔ اس میں تین سے نو تک لمبے اور چوڑے پتوں کے جوڑے لگتے ہیں۔ پتوں کے درمیانی ریشے کے دونوں طرف کے حصے برابر نہیں ہوتے اس میں نہایت خوبصورت سفید رنگ کے خوشبودار بے شمار پھول لگتے ہیں۔ سرس کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو ہوا میں دور دور تک معطر ہو جاتی ہے۔ موسم گرما میں سرس کے پھولوں کا شربت بنا کر گرمی کی وجہ سے آنکھ دکھنے اور خون کو صاف کرنے کے لئے استعمال کراتے ہیں۔ پھولوں کے جھڑ جانے کے بعد پھلیاں لگتی ہیں۔ جو آٹھ سے نو انچ تک لمبی اور دو انچ چوڑی اور پتلی ہوتی ہیں۔ ان کی رنگت پہلے سبز اور پھر پیلی ہو جاتی ہے۔ ان پھلیوں میں آٹھ سے بارہ تک چپٹے بیج ہوتے ہیں۔ موسم سرما میں اس کے پتے گر جاتے ہیں۔ اور فروری، مارچ میں نئے نکل آتے ہیں۔ اپریل، مئی میں پھول لگتے ہیں۔ جولائی اگست میں پھلیاں لگنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور سردیوں میں پختہ ہو جاتی ہیں۔

کیمیائی تجزیہ

سرس کی چھال میں ایک قابض جوہر ہوتا ہے۔ سرس کے تمام اجزاء میں ست موجود ہے۔ اس کے علاوہ رال اور کتھ میں کام آنے والے مادے بھی پائے جاتے ہیں۔

اقسام

سرس کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ سفید

2۔ سیاہ

سیاہ کے بیج سیاہ اور سفید کے بادامی رنگ کے ہوتے ہیں۔ سفید بیج والا عام ملتا ہے۔

محققین کا کہنا ہے کہ سرس میں جست کے ذرات موجود ہوتے ہیں۔ چونکہ جست امراض چشم کے لئے مخصوص دوا ہے۔ اس لئے سرس کے اجزاء بھی امراض چشم میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔

استعمال

سرس کی چھال کو پانی میں جوش دے کر کلی کرنا دانتوں اور مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کے پھولوں کو قدرے پانی میں پیس کر پیشانی اور کنپٹیوں پر لیپ کرنا دردسر کے لئے بہت مفید ہے۔ اسکے پھولوں کو سونگھنے سے بھی دردسر دور ہو جاتا ہے۔ اس کے پتوں کا سفوف یا پتوں کا جوشاندہ اورام بدن اور جلدی امراض میں مفید ہے۔ سرس کے تخموں کا سفوف نزلہ، زکام آدھے سر کی درد میں نسوار لیتے ہیں۔ شہد میں معجون بنا کر مرض خنازیر میں کھلاتے ہیں۔ سرس میں بنا ہوا سرمہ آنکھ کے ہر مرض میں مفید ہے۔ اس کی پھلیاں سفوف بنا کر آگ پر ڈال کر دھواں لینے سے دمہ کا دورہ موقوف ہو جاتا ہے۔ اس کی لکڑی سے کشتیاں زیادہ بنائی جاتی ہیں۔ سرس میں، چاندی، مس، عقیق، ابرک، صدف، مروارید کی کشتے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ یہ مصفی خون ہے اور وبائی امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔

غزل

جب لفظ کبھی ادب لکھو گے
یہ لفظ مرا نسب لکھو گے

لکھا تھا کبھی یہ شعر تم نے
اب دوسرا شعر کب لکھو گے

جتنا بھی قریب جاؤ گے
انساں کو عجب عجب لکھو گے

ہر لمحہ یہاں ہے ایک 'ہونا'
کس بات کا کیا سبب لکھو گے

انسان کا ہوگا ہاتھ اس میں
اللہ کا جو غضب لکھو گے

جب رات کو نیند ہی نہ آئے
پھر رات کو کیسے شب لکھو گے

سچ کے بھی دل سے پوچھ لینا
کیا ہے وہ جسے طرب لکھو گے

صدیوں میں وہ لفظ ہے۔ تمہارا
اک لفظ جو اپنا اب لکھو گے

میں اپنے وجود کا ہوں شاعر
جو لفظ لکھوں گا سب لکھو گے

(عبیداللہ علیم کی "ویران سرائے کا دیا" سے انتخاب)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

مکرمہ درثمین طاہر صاحبہ ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی اہلیہ مکرم محمد محمود طاہر صاحب نائب مدیر الفضل تحریر کرتی ہیں۔ کہ میرے والد محترم رشید احمد صابر صاحب اکاؤنٹنٹ جماعت احمدیہ امریکہ ابن حضرت میاں روشن دین صاحب زرگر رفیق حضرت مسیح موعود کو آنت میں شدید تکلیف کے پیش نظر امریکہ کے ایک ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹروں نے فوری آپریشن تجویز کیا ہے۔ احباب جماعت سے آپریشن کی کامیابی اور بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کی درخواست دعا ہے۔

مکرم محمد سرور صاحب کارکن شعبہ سمعی بصری لکھتے ہیں خاکسار کا بھتیجا ایک ماہ سے بیمار ہے اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔

مکرم رائے غلام احمد خان صاحب دارالعلوم شرقی حلقہ برکت ربوہ لکھتے ہیں۔ میرے بیٹے مکرم سرفراز احمد خان بعمر 10 سال کی دائیں بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ اسے شفائے کاملہ عطا کرے اور بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔

اعلان داخلہ

بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے ایگرانومی، اینٹومالوجی اور ہارٹیکلچر میں M.Sc آنرز ایگریکلچر اور ایگرانومی، اینٹومالوجی، فارسٹری، ہارٹیکلچر، سائل سائنس اور پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینیٹکس میں Ph.D میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ داخلہ فارم 27 نومبر تک وصول کئے جائیں گے۔ مزید معلومات کیلئے جنگ 19 نومبر۔

یونیورسٹی آف دی پنجاب نے M.Phil انگلش میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔ داخلہ فارم 30 نومبر تک وصول کئے جائیں گے۔ مزید معلومات کیلئے دیکھئے جنگ 18 نومبر 2002ء۔ (نظارت تعلیم)

نیلامی سامان

دفتر نظامت جائیداد کے سٹور میں مندرجہ ذیل سامان جیسے کی بنیاد پر بذریعہ نیلامی مورخہ 2 دسمبر 2002ء کو بوقت 9 بجے صبح فروخت کیا جائیگا دلچسپی رکھنے والے دوست استفادہ فرماویں۔ وی۔سی۔آر اے سی، پروجیکٹر تصویریں دکھانے والا، ٹائپ رائٹر۔ ٹیلی فون سیٹ۔ کرسیاں۔ الماریاں آہنی موٹریں۔ پائپ۔ ایکسرے مشین اور دیگر سامان سکریپ۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ)

احمدی طلباء کیلئے اعزازی تقریب

مورخہ 27۔اکتوبر 2002ء بروز اتوار ضلع میر پور خاص میں سے نمایاں تعلیمی پوزیشن حاصل کرنے والے احمدی طلباء و طالبات کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت مکرم نواب مودود احمد خان صاحب امیر ضلع کراچی نے کی۔ امسال ضلع میر پور خاص کے 24 احمدی طلباء و طالبات نے میٹرک اور انٹر کے امتحان 2002ء میں "A" گریڈ حاصل کیا جو کہ مقابلہ میں شامل ہونے کیلئے کم از کم معیار تھا۔ مکرمہ رابعہ محمود بنت مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب میر پور خاص نے میٹرک میں 756/850 نمبر حاصل کر کے "اے ون" گریڈ حاصل کیا اور ضلع میر پور خاص میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور حیدر آباد بورڈ میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح انٹر کے امتحان میں پری میڈیکل گروپ میں مکرمہ شاہینہ خرم بنت ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کنری نے ضلع میر پور خاص سے 808/1100 نمبر حاصل کر کے "اے" گریڈ حاصل کیا اور ضلع میر پور خاص سے احمدی طلباء میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ مہمان خصوصی نے پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو "ڈاکٹر عبدالرحمن صدیقی تعلیمی ایوارڈ" کی شیلڈ اور سندات تقسیم کیں۔ آخر میں مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب صدیقی امیر ضلع میر پور خاص نے مہمان خصوصی اور دیگر معزز مہمانوں اور احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان احمدی طلباء و طالبات کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اجلاس واقفین نو ضلع نوشیرو فیروز

مورخہ 20۔اکتوبر 2002ء کو واقفین نو ضلع نوشیرو فیروز (سندھ) کا اجلاس جماعت احمدیہ بھریا روڈ میں منعقد ہوا جس کی صدارت محترم ڈاکٹر محمد ارشد میمن صاحب امیر ضلع نوشہرو فیروز نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات برائے واقفین نو پڑھ کر سنائے اور مختلف تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے علاوہ تلاوت نظم۔ نصاب یاد کرنا اور دینی معلومات کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ آخر پر مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے دعا کے ساتھ یہ پروگرام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ حاضری واقفین نو 35 دیگر بچے 20 لجنہ 26 دیگر افراد 29۔ (وکالت وقف نو)

عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

عراق کے خلاف جنگ کی تیاری امریکہ عراق کے خلاف جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ برطانیہ اور کینیڈا امریکہ کے روایتی حلیفوں میں شامل ہیں۔ اور دونوں نے ہی اقوام متحدہ کی طرف سے کارروائی کے حکم کی صورت میں فوجیں اور اسلحہ فراہم کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ امریکی صدر بش نے کہا ہے کہ وہ ان ملکوں کے اتحاد میں شامل ہو جائے جو اقوام متحدہ کی قراردادوں کی خلاف ورزی پر عراق سے جنگ کیلئے آمادہ ہیں۔ تاحال امریکہ نے 60 ملکوں سے عراق کے خلاف فوجی امداد طلب کی ہے۔

حملے کا خطرہ عراق کے نائب صدر طہ یاسین نے کہا ہے کہ عراق میں اسلحہ انسپکٹروں کی آمد اور انسپکشن شروع ہونے کے باوجود امریکہ کی طرف سے حملہ کا خطرہ ہے ہم اسلحہ انسپکٹروں سے تعاون کر رہے ہیں۔

اسرائیل کیلئے اربوں ڈالر کی امداد امریکہ اسرائیل کا دفاع مضبوط بنانے کیلئے 2.16۔ارب ڈالر کی فوجی امداد دے گا۔ امدادی رقم اگلے سال 2004 کے بجٹ سے دی جائے گی۔ جس کیلئے کانگریس کی منظوری لی جانا باقی ہے۔

نیٹو میں توسیع نیٹو کے سربراہان نے پراگ میں اجلاس کے دوران مزید سات ملکوں کو اتحاد میں شامل ہونے کی دعوت دی ہے جو کہ نیٹو کی تاریخ میں سب سے بڑی توسیع ہے۔ جن ممالک کو شمولیت کی دعوت دی گئی ہے ان میں بلغاریہ، رومانیہ، اسٹونیا، لٹویا، لتھوانیا، سلوائیہ اور سلوانیہ شامل ہیں۔ نیٹو کے سیکرٹری جنرل جارج رابرٹسن نے کہا کہ اس اقدام سے نیٹو مزید طاقتور اور موثر ہوگا۔ جس سے اس کے تمام اتحادیوں کو فائدہ ہوگا۔

سنگین نتائج امریکی صدر بش نے کہا ہے کہ عراق نے وعدہ خلافی کی تو سنگین نتائج بھگتنا ہونگے۔ نیٹو کو عراق کے خلاف سخت رویہ اختیار کرنا ہوگا۔ برطانیہ اپنی فوجیں تیار رکھے۔ حالات کی سنگینی کے پیش نظر عرب لیگ کے وزراء خارجہ کا اجلاس شروع ہو گیا ہے۔ اور تجویز دی ہے کہ اسلحہ انسپکٹروں میں عربوں کو بھی شامل کیا جائے۔

بھارت فرانس مشترکہ مشقیں بھارت اور فرانس کی بحری مشقیں اگلے ہفتے ممبئی میں ہوں گی۔ مشقوں میں حصہ لینے کیلئے فرانسیسی جہاز ممبئی پہنچیں گے۔

بس میں آگ لگ گئی بھارتی ریاست مدھیا پردیش کے علاقے میں ایک بس میں آگ بھڑک اٹھنے سے 60۔افراد زندہ جل کر ہلاک ہو گئے۔

بس پر فدائی حملہ۔ دس ہلاک اسرائیل میں ایک بس پر خودکش بم حملہ کے نتیجہ میں دس افراد ہلاک اور 45 زخمی ہو گئے ہیں۔ ہسپتال میں چند زخمیوں کی حالت نازک ہے اس واقعہ کی اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے مذمت کی ہے۔

غزہ کے چار شہروں پر قبضہ اسرائیلی فوج نے غزہ کے چار شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ گھر گھر تلاشی لی گئی۔ چار فلسطینی جاں بحق کر دیئے گئے۔ شہروں کو بجلی اور پانی کی سپلائی منقطع کر دی گئی اور مکمل کرفیو لگا دیا گیا۔ مسلمانوں کو سحری اور افطاری میں رکاوٹ کا سامنا ہے۔ تلکرم میں فلسطینی نوجوان کو گولی مار دی گئی۔

بقیہ صفحہ 8

صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس 25 نومبر کو ہونگے سندھ، پنجاب، بلوچستان اور سرحد اسمبلیوں کے اجلاس بروز پیر 25 نومبر کو صبح 10 بجے طلب کر لئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا گیا ہے۔ یہ اجلاس صوبائی گورنروں کی بجائے جنرل مشرف نے طلب کئے ہیں۔ صوبائی اسمبلی کے ان اجلاسوں میں ارکان حلف اٹھائیں گے۔ اس کے بعد سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا اجلاس ہوگا۔

نومنتخب وزیر اعظم کا تعارف سینئر سیاستدان میر ظفر اللہ خان جمالی اکتوبر 2002ء کو این اے 266 روجھان نصیر آباد بلوچستان سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ 1944ء میں روجھان جمالی نصیر آباد میں پیدا ہوئے۔ 1960ء کے عشرے میں تاریخ میں ماسٹر کرنے کے بعد سیاسی میدان میں اترے۔ 1977ء اور 1988ء میں بلوچستان اسمبلی کے رکن منتخب ہو چکے ہیں۔ وہ ضیاء الحق اور جونیجو کے دور میں وفاقی وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ 1988ء میں دو مرتبہ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ بھی منتخب ہوئے۔ 1993ء اور 1995ء میں قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ 1997ء میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے سینیٹر منتخب ہوئے 2002ء میں ایک مرتبہ پھر بلوچستان سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں اور وزیر اعظم کے عہدے تک پہنچے ہیں۔

چین کا اظہار مسرت چین نے میر ظفر اللہ جمالی کے وزیر اعظم منتخب ہونے پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
قائم شدہ 1958ء
فون 211538
مرکب افسنتین
معدہ اور جگر کی پرانی کمزوری۔ وہم۔ اضطراب گھبراہٹ اور کولیسٹرول کو کنٹرول کرنے کے لئے مفید ترین مرکب ہے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

ملکی خبریں
ملکی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ میں طلوع وغروب

ہفتہ	23-نومبر	زوال آفتاب	: 11-55
ہفتہ	23-نومبر	غروب آفتاب	: 5-09
اتوار	24-نومبر	طلوع فجر	: 5-18
اتوار	24-نومبر	طلوع آفتاب	: 6-42

میر ظفراللہ خان جمالی وزیراعظم پاکستان منتخب

قومی اسمبلی کے ارکان نے 172 ووٹوں کے ساتھ میر ظفراللہ جمالی کو قائد ایوان منتخب کرلیا ہے اس طرح جمالی پاکستان کے سولہویں وزیراعظم ہوگئے۔ قومی اسمبلی میں قائد ایوان کے تین امیدواروں کے درمیان مقابلہ ہوا۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار شاہ محمود قریشی کو 70 ووٹ، مجلس عمل کے امیدوار فضل الرحمن کو 86 ووٹ اور گرینڈ نیشنل الائنس اور مسلم لیگ ق کے امیدوار میر ظفراللہ خان جمالی کو 172 ووٹ ملے۔

ہماری پالیسیوں کا محور پاکستان ہے

پاکستان کے منتخب وزیراعظم میر ظفراللہ خان جمالی نے اعلان کیا ہے کہ ہماری پالیسیوں کا محور پاکستان ہوگا۔ پوری پارلیمنٹ کو ساتھ لے کر قومی پالیسیاں بنائیں گے۔ موجودہ خارجہ واقتصادی پالیسیاں جاری رہیں گی۔ کسی کو تنگ نہیں کیا جائے گا۔ صدر مشرف کے اعلان کردہ روڈ میپ کو عملی جامہ پہنادیا ہے۔ وہ قائد ایوان منتخب ہونے کے بعد قومی اسمبلی کے ارکان سے خطاب کررہے تھے۔

شمالی علاقہ جات میں پھر زلزلہ 30 ہلاک

شمالی علاقہ کی وادی استور کے ضلع دیامیر میں زلزلہ کے زبردست جھٹکے۔ 30 سے زائد افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہوگئے۔

ایوان میں سپیکر کے خلاف ہنگامہ

قومی اسمبلی کے اجلاس میں مختلف سیاسی جماعتوں کے ارکان نے لیگل فریم ورک آرڈر کو آئین کا حصہ قرار دے دینے کے بیان پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ سپیکر جانبدار ہوگئے ہیں ان کو اس منصب سے استعفیٰ دے دینا چاہئے سپیکر نے پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھائے گئے اس معاملہ پر رولنگ محفوظ رکھی۔

صدر مشرف کی وزیراعظم جمالی کو مبارکباد

صدر جنرل مشرف نے نومنتخب وزیراعظم میر ظفراللہ خان جمالی کو ان کے انتخاب پر مبارکباد دی ہے صدر مملکت نے وزیراعظم کو فون کرکے ان کو مبارکباد دی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ اور اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ وہ بطور وزیراعظم پاکستان اپنی ذمہ داریوں کو بطریق احسن نبھائیں گے۔

بقیہ ملکی خبریں از صفحہ 7

مرسڈیز وین 15 سیٹر۔ سیر و تفریح و دیگر ضروریات کیلئے مناسب کرایہ پر دستیاب ہے
رابطہ حنیف احمد چوہدری لاہور فون 042-6661244
موبائل 0333-4257709

شادابی
خون صاف کرتی اور خون پیدا کرتی ہے
Ph: 04524-212434, Fax: 213966

جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
دوبئی پراپرٹی سنٹر
دارالرحمت شرقی الف ربوہ فون 213257
پروپرائٹر: سعید احمد فون گھر 212647

دلہن جیولرز
دلکش اور حسین زیورات کا مرکز
0432-587130
0303-6334064

ہومیوپیتھک پریکٹیشنر حضرات کیلئے خوشخبری

ELLERY THAT STANDS OUT.
n, Innovative, Unique.

Ar-Raheem Jewellers – the shortest distance between you and the finest hand-crafted jewellery in Pakistan.

For you, we have a broad selection of breath-taking designs in pure gold, studded and diamond jewellery. So, whether it's casual jewellery or wedding jewellery you are looking for, we have an exclusive design just for you.

In our latest collection, we have introduced an amazing 22 carat gold pendant. Inspired by Islamic calligraphy, this stunning design has been selected from the World Gold Council's 1999 Zargalli* gold jewellery design contest.

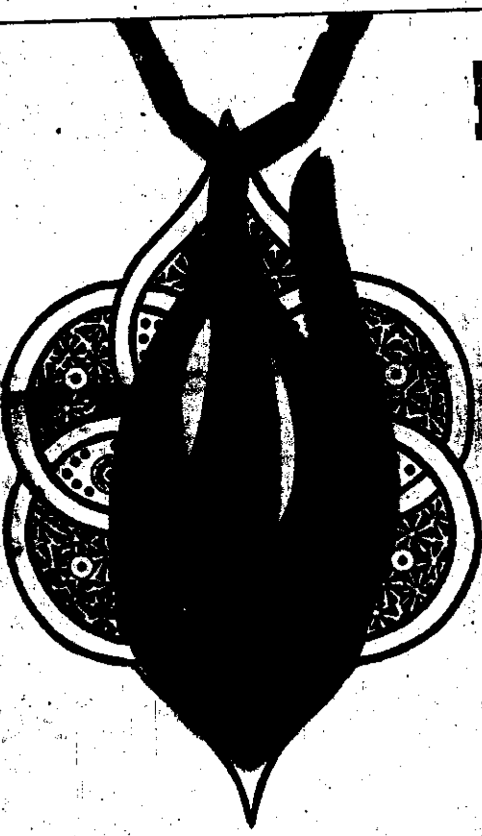

Ar-Raheem

Ar-Raheem Jewellers
Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700.
Tel: 6649443, 6647280.

New Ar-Raheem Jewellers
1st Floor, Bhayani Chambers, Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700. Tel: 6640231, 6643442. Fax: 6643299.

Ar-Raheem Seven Star Jewellers
Mehran Shopping Centre, Kehkashan, Block 8, Clifton. Karachi. Tel: 5874164, 5874167. Fax: 5874174

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 61